حدیث «یتبع المیت ثلاث» کی تشریح وتوضیح باندازِ جدید

The interpretation of the Hadith "Three things go after the dead

DOI: 10.5281/zenodo.8126242

***Muhammad Kamran Khan**
****Dr. Samiul haq**

ABSTRACT:

Indeed, death is a fact that is no doubt true, and there is a great truth that has broken the waists of many aristocratic kings and ministers and rubbed their skirts in the dust.
So who can believe that he can reverse the death that is coming to him?
And who has the power to push his death forward or backward?
Why then, O man, do you take pride in your pride, though soon you will be eaten by the grave. And why do you rebel! Soon to be found in the soil.

[كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ] [كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ * وَيَبْقَى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ] [كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ إِلا وَجْهَهُ لَهُ الْحُكْمُ وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ].

*This short effort is titled" **The interpretation of the Hadith "Three things go after the dead.** Which includes the Hadith of the Prophet, the Companions, and the newspaper and poems that remind people of the reality of death, their willingness to prepare for it, and the ability to do good deeds, which we desperately need is also. It is a fact that the love of the world has become strong in the hearts which has become the source of the rebellion of the soul, even the great brave has become wealthy and begun to amass wealth, and they do not fear Allah. all I ask from ALLAH in these situations is to hope for His fate, the hope of reward and the fear of His punishment, and the hope of His mercy. He is capable of all things, and He is sufficient for us, and He is the Best Protector.*

Keywords: *Indeed, death , fact , doubt ,true*

صحیحین میں حضرت عبد اللہ بن ابی بکر بن محمد بن عمرو بن حزم حضرت اٴنس رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کرتے ہیں جس میں نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے، کہ آپ ﷺ نے فرمایا: **«يتبع الميت ثلاث، فيرجع اثنان ويبقى واحد: يتبعه أهله، وماله، وعمله، فيرجع أهله وماله، ويبقى عمله»**[1]

" تین چیزیں مردے کے ساتھ جاتی ہیں، دو واپس لوٹتی ہیں اور ایک باقی رہتا ہے: اس کی اہل و عیال

....

***PhD Scholar International Islamic University Islamabad Lecturer Islamic Studies Edwardes College Peshawar**
****Assistant Professor Islamic studies SBB University Sheringal Dir Upper**

اس کے ساتھ چلتے ہیں، اس کا مال ساتھ جاتا ہے اور اس کا عمل اس کے ساتھ جاتا ہے، پس اس کا اہل وعیال اور مال واپس لوٹتا ہے، اور اس کا عمل اس کے ساتھ باقی رہتا ہے"۔

اور عمران القطان اور حجاج بن حجاج حضرت قتادۃ سے اور وہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں اور وہ نبی کریم صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ آپ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے فرمایا: **«ما من عبد إلا له ثلاثة أخلاء، فأما خليل فيقول: ما أنفقت فلك، وما أمسكت فليس لك، فذلك ماله، وأما خليلٌ فيقول: أنا معك، فإذا أتيت باب الملك رجعت وتركتك فذلك أهله وحسبه، وأما خليلٌ فيقول: أنا معك حيث دخلت، وحيث خرجت، فذلك عمله، فيقول: إن كنت لأهون الثلاثة عليَّ»**[2]

"کہ کوئی بندہ ایسا نہیں، مگر یہ کہ اس کے تین دوست ہوتے ہیں، پس ایک دوست کہتا ہے: جو تو نے خرچ کیا وہ تیرا ہے، اور جو کچھ تو نے چھوڑا ہے وہ تیرا نہیں ہے، پس یہ اس کا مال ہے۔ اور ایک دوست کہتا ہے: میں تیرے ساتھ رہوں گا اور جب تو اللہ کے ہاں جائے گا تو میں تجھ سے واپس لوٹ جاؤں گا، پس یہ اس کا اہل وعیال ہیں۔ اور ایک دوست کہتا ہے: میں تیرے ساتھ رہوں گا تو جہاں بھی ہوگے، جہاں بھی جاؤ گے (قبر میں بھی اور قبر سے نکلنے کے بعد بھی) یہ اس کا عمل ہے"۔

اور اسی طرح ایک روایت حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے بھی مرفوعاً اور موقوفاً ثابت ہے۔[3]

اور اس کی تفسیر اور تشریح یہ ہے: کہ "انسان کے لئے دنیا میں ایک خاندان کی ضرورت ہے جن کے ساتھ وہ رہ کر زندگی گزارے، اور اسی طرح مال کی بھی ضرورت ہے، جس کے ساتھ وہ زندگی کے اسباب اپنائے۔ پس یہ دونوں (مال اور رشتہ دار) اس کو چھوڑ دیتے ہیں اور وہ (میت) ان کو چھوڑ دیتا ہے"۔

"پس خوش نصیب ہے وہ شخص جو ان میں (مال، رشتہ دار) سے وہ لے جو اللہ تعالیٰ کو یاد کرنے میں اس کی مدد کرے، اور آخرت میں اس کو فائدہ پہنچائے، یعنی مال اللہ کی رضا کے لئے خرچ کرے، اور بیوی جو نیک ہو، صالح ہو تو وہ نیک اعمال میں اس کی مدد اور نصرت کرتی ہے"۔

لیکن جو ایسی مال اور رشتہ داروں کو اپناتا ہے، جو اس کو اللہ تعالیٰ کی یاد سے غافل بنادیتا ہے، تو یہ نقصان اور خسارے کی بات ہے۔ جس طرح بعض لوگ کہیں گے کہ: **[شَغَلَتْنَا أَمْوَالُنَا وَأَهْلُونَا فَاسْتَغْفِرْ لَنَا]** [الفتح: 11].

(ہمارے مال ودولت اور ہمارے اہل وعیال نے ہمیں مشغول کر لیا تھا، اس لئے ہمارے لئے مغفرت کی دُعا کر دیجئے)

اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: **[لا تُلْهِكُمْ أَمْوَالُكُمْ وَلا أَوْلادُكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللهِ وَمَنْ يَفْعَلْ ذَلِكَ فَأُولَئِكَ هُمُ الْخَاسِرُونَ]** [المنافقون: 9].

(تمہاری دولت اور تمہاری اولاد تمہیں اللہ کی یاد سے غافل نہ کرنے پائیں۔ اور جو لوگ ایسا کریں گے، وہ بڑے گھاٹے کا سودا کرنے والے ہوں گے)

[وَمَا أَمْوَالُكُمْ وَلا أَوْلادُكُمْ بِالَّتِي تُقَرِّبُكُمْ عِنْدَنَا زُلْفَى إِلا مَنْ آمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا] [سبأ: 37].

(اور نہ تمہارے مال تمہیں اللہ کا قرب عطاء کرتے ہیں، اور نہ تمہاری اولاد۔ ہاں مگر جو ایمان لائے، اور نیک عمل کرے)

حضرت حسن بصریؒ نے فرمایا: جب وہ ایک جنازے میں تھے، کہ اے آدمؑ کی اولاد!! اگر تو اپنے اہل وعیال اور مال کی طرف لوٹ جاتے، تو ان کے ساتھ قیام کرنا بہت تھوڑا ہوتا (یعنی وہ آپ کی مہمان نوازی کرنے سے بھی قاصر ہوتے)۔[4]

اور ایک حدیث میں ہے: «ابن آدم! عش ما شئت فإنك ميت، وأحبب من شئت فإنك مفارقه، واعمل ما شئت فإنك ملاقيه، وكن كيف شئت، وكما تدين تدان»-5

"کہ انسان! جتنی چاہے دنیا میں رہو پس آخر کار تو مرنے والا ہے، اور جس سے بھی محبت کرنا چاہتے ہو کرو، پس تو اس سے جدا ہونے والا ہے، اور جو بھی عمل کرنا چاہتے ہو کرو، پس تو اس سے ملنے والا ہے، اور جو بھی کرنا چاہتے ہو کرو، اور جیسا کرو گے ویسا ہی تمہارے ساتھ بھی کیا جائے گا۔

پس جب کوئی انسان مر جاتا ہے، اور اس دنیا سے رخصت ہو جاتا ہے، تو اس کے مال اور رشتہ دار اس کو کوئی بھی فائدہ نہیں پہنچا سکتے سوائے اس کے لئے دعا کے اور استغفار کے، اور وہ جو اس نے اپنی زندگی میں اپنے ہاتھوں سے دین اور نیک کاموں میں خرچ کیا ہو۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: [يَوْمَ لا يَنْفَعُ مَالٌ وَلا بَنُونَ * إِلا مَنْ أَتَى اللهَ بِقَلْبٍ سَلِيمٍ] [الشعراء: 88، 89]۔
(جس دن نہ کوئی مال کام آئے گا، نہ اولاد۔ ہاں جو شخص اللہ کے پاس سلامتی والا دِل لے کر آئے گا)
[وَلَقَدْ جِئْتُمُونَا فُرَادَى كَمَا خَلَقْنَاكُمْ أَوَّلَ مَرَّةٍ وَتَرَكْتُمْ مَا خَوَّلْنَاكُمْ وَرَاءَ ظُهُورِكُمْ] [الأنعام: 94].
(تم ہمارے پاس اسی طرح تنِ تنہا آگئے ہو جیسے ہم نے تمہیں پہلی بار پیدا کیا تھا، اور جو کچھ ہم نے تمہیں بخشا تھا وہ سب اپنے پیچھے چھوڑ آئے ہو)

پس جو کوئی اپنے بعد اپنے اہل وعیال اور اولاد میں سے کوئی بچہ چھوڑ دیتا ہے، جو اس کے لئے دعا کرتا ہے، یا اپنے مال میں سے اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے آگے بھیجا ہو تو اس کو اس سے فائدہ پہنچتا ہے۔

جس طرح صحیح مسلم میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: «إذا مات الإنسان انقطع عمله إلا من ثلاث: إلا من صدقة جارية، أو ولد صالح يدعو له، أو علم نافع»-6

جب انسان مر جاتا ہے، تو اس کے تمام اعمال ختم ہو جاتے ہیں، مگر تین پھر بھی باقی رہتے ہیں: ایک صدقہ جاریہ، دوسرا نیک اور صالح اولاد جو اس کے لئے دعا کرتے ہیں، اور تیسرا علم نافع۔

پہلا دوست: رشتہ دار

پس اہل وعیال موت کے بعد اس کو کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتے، سوائے اس کے کہ اس کے لئے توبہ اور استغفار کریں، اس کے لئے دعا کریں، اور ایسا کبھی کبھی کسی کسی کو نصیب ہوتا ہے۔

ورنہ کبھی کبھی کوئی اجنبی شخص میت کے لئے اس کے اہل وعیال سے زیادہ فائدہ پہنچانے کا ذریعہ بنتا ہے، جیسا کہ بعض صلحاء کہتے ہیں: اور کہاں ایک نیک اور صالح بھائی کی مثال؟؟ تیرے رشتہ دار تو تیری میراث تقسیم کر رہے ہیں، اور وہ تیرے غم میں اکیلا ہے، وہ تیرے لئے دعا کرتا ہے اور حال یہ ہے کہ تو زمین کے پہلو میں پڑا ہے۔

پس اہل وعیال اور رشتہ داروں میں سے بعض وہ ہیں جو تیرے دشمن ہیں، جس طرح ارشادِ ربانی ہے:
[إِنَّ مِنْ أَزْوَاجِكُمْ وَأَوْلادِكُمْ عَدُوًّا لَكُمْ فَاحْذَرُوهُمْ]-7 [التغابن: 14].

(تمہاری بیویوں اور تمہاری اولاد میں سے کچھ تمہارے دُشمن ہیں، اس لئے اُن سے ہوشیار رہو)

اور ان میں سے بعض وہ ہیں جو میراث کے تقسیم میں میت سے اعراض کرتے ہیں جیسا کہ کہا گیا ہے:

تمرُّ أقاربي جنبات قبري
كأنَّ أقاربي لا يعرفوني!!
وذو الميراث يقتسمون مالي
ولا يألون إن جحدوا ديوني!!
وقد أخذوا سهامهم وعاشوا
فيا لله أسرع ما نسوني!!

ترجمہ:

میرے عزیز واقارب میری قبر کے ارد گرد گزرتے ہیں،
گویا کہ وہ مجھے جانتے تک نہیں ہیں!!
اور اہل وعیال میری مال ودولت تقسیم کررہے ہیں،
اور کوئی پرواہ ہی نہیں کرتے، میرے قرض کی ادائیگی کا۔
اور تحقیق سے وہ اپنا حصہ لے کر زندگی گزار رہے ہیں،
پس یا اللہ کتنا جلدی وہ مجھے بھلا چکے ہیں۔

حسن بصریؒ فرماتے ہیں: لوگوں میں سے سب سے زیادہ بدترین وہ میت ہے، کہ اس کے اہل وعیال اس پر روتے ہیں اور اس کے قرض کی ادائیگی نہیں کرتے۔

اس بات کی طرف اشارہ کرتے ہیں، کہ میت کے رشتہ دار وہ کام کرتے ہیں جس سے میت کو تکلیف ہوتی ہے، اور اس عمل کو چھوڑ دیتے ہیں جو اس کو فائدہ دیتا ہے، پس اگر رونا ایسا ہو، جس میں میت پر واویلا ہو یا اس پر ناراضگی ظاہر کرے، تو اس سے مردے کو عذاب دی جاتی ہے۔-[8]

پس یہ اس کے تین دوستوں میں سے ایک ہے، جو اس مردے کے ساتھ قبر اور لحد تک ہوتے ہیں، وہاں اتارنے کے بعد اس سے واپس لوٹ جاتے ہیں۔

دوسرا دوست: مال

دوسرا دوست وہ مال ہے، جو اپنے دوست سے واپس لوٹتا ہے اور اس کے ساتھ قبر میں داخل نہیں ہوتا، اور اس کا لوٹنا اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ وہ اس کے ساتھ قبر میں نہیں جاتا۔

بعض لوگ اس کی تفسیر کرتے ہیں کہ وہ مال جو واپس لوٹ جاتی ہے کہ اہل وعیال کے ساتھ واپس آتا ہے اور میت کو مرنے کے بعد کوئی فائدہ نہیں دیتا، مگر وہ جو اس نے خود اپنے ہاتھوں سے خرچ کرکے اپنے لئے صدقہ جاریہ کے طور پر بھیجا ہے ،تو وہ مال بھی اس کے ساتھ بطور اس کے عمل کے اس کے ساتھ قبر میں جاتا ہے، اور اس کے ساتھ ہوتا ہے۔

اور جو مال اس نے اپنے پیچھے چھوڑا، تو وہ اس کے بال بچوں کی ہے، نہ کہ اس کی، یہ تو ان کے لئے صرف جمع کرنے والا تھا۔[9]

اور صحیح مسلم میں نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے: «**يقول ابن آدم: مالي مالي!! قال: وهل لك يا ابن آدم من مالك إلا ما أكلت فأفنيت، أو لبست فأبليت، أو تصدقت فأمضيت**»[10]

"کہ انسان کہتا ہے، کہ میرا مال میرا مال!! کہا: اے آدم کی اولاد تیرا مال وہ تھا جو تو نے کھایا اور ختم کیا، یا تو نے پہنا اور بوسیدہ کیا، اور یا صدقہ کرکے اس کو آگے بھیج دیا"۔

اور صحیح مسلم میں ایک دوسری جگہ آپ ﷺ کا ارشاد ہے: «**يقول العبد: مالي مالي، إنما له من ماله ثلاث: ما أكل فأفنى، أو لبس فأبلى، أو أعطى فاقتنى**[11]**. وما سوى ذلك فهو ذاهب وتاركه للناس**»[12]

"کہ بندہ کہتا ہے کہ میرا مال میرا مال، اس کے لئے اس کے مال میں سے تین ہیں: جو اس نے کھایا اور ختم کیا، یا پہنا اور بوسیدہ کیا، اور یا کسی کو دے کر آخرت کے لئے ذخیرہ کیا۔ اور اس کے علاوہ جو ہے، وہ ختم ہونے والا اور دوسروں کے لئے چھوڑنے والا ہے"۔

اور صحیح بخاری میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ذکر کرتے ہیں: «**أيكم مال وارثه أحبُّ إليه من ماله؟ قالوا: ما منا إلا ماله أحب إليه من مال وارثه!! قال: فإن ماله ما قدم، ومال وارثه ما أخر**»[13]

"کہ تم میں سے کون ایسا ہے جس کو اس کی اپنے مال سے زیادہ، اپنے اہل وعیال کی مال محبوب ہو؟ صحابہ نے عرض کیا: کہ ہم میں سے ہر ایک کو اپنا مال اس کے اہل وعیال کے مال سے زیادہ محبوب اور پسندیدہ ہے!! نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اس کا مال وہ ہے جو اس کو اپنے لئے خرچ کرکے آگے بھیج دے، اور اہل وعیال کا مال وہ ہے، جو وہ میت اپنے بعد چھوڑ دے۔

پس بندہ اپنے مال سے کوئی فائدہ حاصل نہیں کر سکتا سوائے اس کے کہ وہ اس کو اپنے آگے بھیج کر اپنے لئے صدقہ بنائے، اور اس کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرے[14] اور وہ مال جو وہ کھالے اور پہن لے تو وہ نہ اس کے لئے فائدہ دیتا ہے اور نہ نقصان، ہاں اگر اس میں نیک اور ثواب کی نیت کرے۔ اور بعض کہتے ہیں کہ اس کو اس کا ثواب ملتا ہے۔

پس وہ مال جو وہ کسی گناہ اور معاصی میں صرف کرتا ہے، تو وہ مال اس کے لئے وبال اور نقصان کا ذریعہ بنتا ہے، اور اسی طرح وہ مال جو وہ اپنے پاس روکے رکھے اور اللہ تعالیٰ کا حق ادا نہ کرے، اور اسی مال کو ایک سانپ بنا کر اس کے پیچھے لگایا جاتا ہے اور وہ اس سے بھاگتا ہے یہاں تک کہ اس کو اپنے جبڑوں میں پکڑتا ہے[15] اور کہتا ہے کہ میں تیرا مال ہوں! میں تیرا خزانہ ہوں! اور اس کو ہاتھوں سے پکڑ کر اس طرح ہڑپ کرتا ہے۔ جس طرح سانڈ ایک ٹہنی کو پکڑ کر کاٹتا ہے[16]

اگر جمع کیا ہوا مال سونا اور چاندی ہو، تو اس کی چادریں بنا کر، اس کے اوپر ڈالا جائے گا، اور اس سے اس کے پیشانی، اور اس کے اطراف کو داغا جائے گا[17]

شعر:

لا تدخر غير التُّقَى	فالمالُ لا يدَّخَرُ
فاخر لأمر ربنا	اعتدلوا واعتبروا

ترجمہ:
تقویٰ کے علاوہ کوئی بھی چیز ذخیرہ نہ کرو،
مال کو ذخیرہ نہیں کیا جاسکتا۔
پر تعیش رہو اللہ تعالیٰ کے حکم کے لئے،
انصاف کرو اور عبرت حاصل کرو۔

پس جس کو یہ بات واضح ہو گئی، تو اس کو چاہئے کہ اپنے لئے کچھ آگے بھیج دے، تاکہ کل قیامت کے دن اس کو اپنے اعمال نامے میں موجود پاکر اس ہمیشہ کے گھر میں فائدہ اور ثواب کا ذریعہ ثابت ہو۔

لیکن جب وہ اس مال کو اپنے بعد چھوڑ دیتا ہے، تو وہ دوسروں کا ہو جاتا ہے، جس سے اس کو کوئی فائدہ نہیں ہوتا، اور کبھی وہ یہ خیال کرتا ہے کہ اس مال کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کیا ہوگ لیکن جب وہ اس مال کو کسی اور کے اعمال نامے میں پاتا ہے، جس کو انہوں نے بُرائی کے کام مُن صرف کیا ہوتا ہے، تو پھر وہ شخص اس پر بہت نادم اور پشیماں ہوتا ہے، اور اس کو اپنے اس مال کے ساتھ جہنم میں ڈالا جاتا ہے!!۔

پس عقلمند اور ہوشیار آدمی وہ ہے، جو اپنے مال کو اللہ تعالیٰ کی رضا میں خرچ کر کے اس کو اپنے لئے آگے بھیج دے، اور آخرت میں ہمیشہ کی کامیابی کا ذریعہ بنائے، پس جو شخص کسی چیز کو محبوب اور پسند کرتا ہے تو اس کو چاہئے کہ اس کو اپنے ساتھ لے کر جائے، نہ کہ کسی اور کے لئے اس کو چھوڑ کر جائے اور پھر قیامت کے دن وہ نادم اور پشیماں ہو، جب کہ اس وقت اس کا کوئی فائدہ نہیں ہو گا۔

ابن ابی دنیاؒ عبد اللہ بن عبید بن عمیرؒ سے ایک مرسل روایت نقل کرتے ہیں: **أن رجلاً قال: يا رسول الله! ما لي لا أحب الموت؟ قال: «[هل][18] لك مال؟» قال: نعم، قال: «فقدمه» [قال: لا أطيق ذلك يا رسول الله، قال:][19] «فإن قلب المرء مع ماله، إن قدمه أحب أن يلحق به، وإن أخره أحب أن يتأخر معه»**[20]

"کہ ایک شخص نے آکر عرض کیا: یارسول اللہ! مجھے کیا ہو گیا ہے کہ میں موت کو پسند نہیں کرتا؟ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کیا تیرے پاس کوئی مال ہے؟ اس نے کہا ہاں ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا اس کو خرچ کر کے آگے بھیج دو۔ اس شخص نے کہا: یارسول اللہ میں اس کی طاقت نہیں رکھتا، آپ ﷺ نے فرمایا بے شک آدمی کا دل اس کی مال سے جڑا ہوتا ہے، اگر اس کو اپنے آگے بھیج دے تو وہ ضرور چاہے گا کہ اس کے ساتھ خود بھی مل جائے، اور اگر اس کو خرچ نہیں کرتا اور دنیا میں اس کو جمع کرتا ہے، تو وہ بھی چاہتا ہے کہ اس کے ساتھ دنیا میں رہے۔

بعض امراء، ابو حازم زاہدؒ سے کہا کرتے تھے: کہ ہمیں کیا ہو گیا ہے کہ ہم موت کو ناپسند کرتے ہیں؟ آپؒ فرماتے: کہ دنیا کے ساتھ تمہاری محبت کی وجہ سے! تم اپنے مال و متاع کو سامنے دیکھتے ہو، اور اس سے جدا ہونے کو ناپسند کرتے ہو، اگر اس مال کو اپنی آخرت کے لئے خرچ کر کے اس کو آگے بھیجتے تو تم ضرور اس کے ساتھ ملنے کو پسند کرتے!۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: **[لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتَّى تُنْفِقُوا مِمَّا تُحِبُّونَ]** [آل عمران: 92].

(تم نیکی کے مقام تک اس وقت ہر گز نہیں پہنچو گے جب تک ان چیزوں میں سے (اللہ کے لئے) خرچ نہ کرو جو تمہیں محبوب ہیں)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کو اپنے مال سے خوشی نہیں ہوتی تھی، مگر اس مال سے زیادہ خوشی ہوتی، جو وہ خرچ کر کے آگے بطور صدقہ بھیجتے، یہاں تک کہ وہ ایک دن اپنی اونٹنی پر بیٹھے ہوئے تھے، تو بہت خوش ہوئے اور فوراً اس سے نیچے اترے، اور اس کے گلے میں قلادہ[21] ڈال کر، اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے اس کو ہدیہ کیا۔

اور ان کی ایک لونڈی تھی، جس کو بہت ہی پسند کرتے تھے، اس کو آزاد کر کے اپنے غلام نافع کے ساتھ اس کا نکاح کرایا! جس سے نافع کے بہت سارے بچے ہوئے، ابن عمر کبھی کبھی ان کے بچوں کو لے کر، ان سے بہت پیار اور محبت کرتے تھے-[22]

ابوذر رضی اللہ عنہ کے پاس ایک شخص آئے، جو گھر کے ہر طرف اپنی نظر گھمارہے تھے اور کہنے لگے: اے ابوذر: گھر کا سامان کہاں ہے؟ آپ نے فرمایا: ہمارا ایک ہی گھر ہے، ہم اس کی طرف اپنا نیک سامان بھیج رہے ہیں!! اس نے کہا: آپ کے لئے سامان کی بہت ضرورت ہے جب تک آپ یہاں ہیں، آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کہ گھر کا مالک ہمیں یہاں رہنے نہیں دیتا۔

شعر:

يا جامعَ الأموال بادر صرفها
واعلم بأن الطالبين حثاث
خذ من تراثك ما استطعت فإنما
شركاؤك الأيام والأحداث
لم يقض حق المال إلا معشر
نظروا الزمان يعيث فيه فعاثوا
ما كان فيه فاضلاً عن قوتِهِ
فليعلمن بأنه ميراث

ترجمہ: اے مال کو جمع کرنے والے اس کو خرچ کرنے میں جلدی کرو، اور جان لو کہ اس مال کو طلب کرنے والے بہت جلدی کرنے والے ہیں۔

اپنے میراث میں سے جتنا ہو سکے لے لو، زمانہ اور ایام آپ کے شریک ہونگے۔

مال کے حقدار کا فیصلہ ایک ایسی جماعت کرتی ہے جو زمانے کو دیکھ کر حیران ہو جاتے ہیں۔

کوئی اس میں اپنی قوت سے اضافہ نہیں کر سکتا، پس ضرور جاننا چاہئے کہ وہ مال اب میراث ہے۔

حسن بصریؒ فرماتے ہیں: کہ درہم اور دینار بہت ہی بُرے دوست ہیں، جو آپ کو کوئی فائدہ نہیں دیتے، یہاں تک کہ آپ سے جدا ہو جاتے ہیں!۔

اور بعض لوگوں سے کہا گیا ہے: کہ فلاں شخص نے مال وزر جمع کیا ہے! تو کہا: کیا اس نے اس کے لئے عمر جمع کی ہے، کہ اس پر خرچ کرے؟ کہا نہیں۔ فرمایا: اس نے کچھ بھی جمع نہیں کیا ہے!۔

شعر: **جمعت مالاً ففكر هل جمعت له**
يا جامع المال أيامًا تفرقه
المال عندك مخزرن لوارثه
ما المال [مالك]23 إلا حين تنفقه

ترجمہ:

تو نے مال جمع کیا ہے لیکن سوچو کہ کیا آپ نے اس کے لئے ایام جمع کئے ہیں تا کہ اس کو خرچ کر سکے۔

مال تمہارے پاس تمہاری اولاد کے لئے جمع پونجی ہے، تیرا مال وہی ہے جس کو تو خرچ کرتا ہے۔

جو آج کے دن خرچ کر کے آگے بھیجتا ہے، تو کل اس کے سامنے اسے پیش کیا جائے گا، اور جو کسی چیز کو آگے پیش نہیں کرتا، تو وہ دوسروں کے سامنے پیش ہو گا، اس ہمیشہ کی جگہ میں اس کا کھونا بہت ہی دراز ہو گا۔

بعض سلف ؒ فرماتے ہیں: اے آدم کی اولاد! قیامت کے دن تو اسی میں رہے گا، جو تو نے بنایا ہے۔ اور آج اسی میں اترے گا، جو تو نے دنیا کی سامان سے اپنے لئے منتقل کیا ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس ایک عورت آئی، جس کا ہاتھ شل ہو گیا تھا کہنے لگی: اے ام المؤمنین! سوتے وقت میرے ہاتھ تندرست تھے اور صبح ہوئی تو میرے ہاتھ شل ہوئے تھے!! حضرت عائشہ نے کہا: یہ کس طرح؟ کہنے لگی: میرے والدین بہت مالدار اور صاحب وسعت تھے، میرے باپ زکوٰۃ دیتے تھے، مہمان کی مہمان نوازی کرتے تھے، سائل کو دیتے تھے، اور جو بھی خیر کے کام ہوتے وہ کرتے تھے، اور میری ماں ایک بخیل عورت تھی، کبھی اپنے مال میں خیرات تک نہیں کی، میرے باپ دنیا سے رخصت ہو گئے، ان کے دو مہینے بعد میری ماں بھی دنیا سے چلی گئی، رات کو میں نے اپنے والد صاحب کو خواب میں دیکھا، ان کے پاس دو زرد رنگ کے جوڑے تھے، اور اس کے سامنے ایک بہتا ہوا نہر تھا، میں نے کہا اے والد: یہ کیا ہے؟ کہنے لگا، کہ جو اس دنیا میں نیکی کا کام کرتے ہیں، تو وہ اس کو ضرور دیکھے گا، یہ اللہ تعالیٰ نے مجھے عطاء کیا ہے۔ میں نے کہا میری والدہ نے کیا کیا ہے؟

تو اس نے کہا: کیا تیری ماں مر چکی ہیں؟ میں نے کہا: ہاں، کہنے لگا: ہائے افسوس اس نے ہم سے اعراض کیا، جاؤ اور اس کو بائیں طرف ڈھونڈو، جب میں نے اپنے بائیں طرف دیکھا تو میری ماں ننگی ایک ٹکڑا اڑی ہوئی تھی، اس کے ہاتھ میں چربی کا ایک چھوٹا سا ٹکڑا تھا اور کہہ رہی تھی: ہائے افسوس، ہائے پیاس!! جب وہ پگھل کر اس کے ہتھیلی پر بہہ جاتا، تو اس کو زبان سے چاٹتی، اور اس کے سامنے ایک بہتا ہوا نہر تھا، میں نے کہا: اے میری ماں! تجھے کیا ہوا ہے کہ تو پیاس سے پکار رہی ہے اور تیرے سامنے بہتا ہوا نہر ہے؟

کہنے لگی: مجھے نہیں جانے دیتے کہ اس سے پانی پیوں، میں نے کہا: کیا میں آپ کو پلاؤں؟ کہنے لگی: میں چاہتی ہوں کہ تم اس طرح کرو، میں نے ایک چلو بھر کر اس کو پلایا، جب اس نے پیا، تو ایک منادی دائیں طرف سے پکارنے لگا: کہ خبردار! جس نے بھی اس کو پانی پلایا تو اس کا دائیاں ہاتھ شل ہو جائے، اور دو دفعہ اس طرح پکارا، جب صبح اٹھی، تو میرا دائیاں ہاتھ شل ہو گیا تھا، میں اس ہاتھ سے کچھ بھی نہیں اٹھا سکتی۔

عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: کیا تو نے اس خرقہ کو پہچانا؟ اس نے کہا: ہاں اے ام المؤمنین، جو اس نے اڑا تھا، میں نے کبھی نہیں دیکھا کہ میری والدہ نے صدقہ دیا ہو، مگر ایک دفعہ جب میرے والد صاحب نے ایک بیل ذبح کیا، تو اسی دوران ایک سائل آیا، تو میری والدہ نے اس کو وہ چربی دیئے، اور ایک دفعہ ایک سائل آیا، تو میری والدہ نے اس کو ایک پرانا کپڑا دیا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اللہ تعالیٰ کی بڑائی بیان کرتے ہوئے کہا: کہ اللہ تعالیٰ نے سچ فرمایا ہے، اور اس کے رسول ﷺ نے پہنچایا ہے کہ:

[فَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ * وَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُ] [الزلزلة: 7، 8]

(چنانچہ جس نے ذرہ برابر کوئی اچھائی کی ہوگی، وہ اُسے دیکھے گا، اور جس نے ذرہ برابر کوئی بُرائی کی ہوگی، وہ اُسے دیکھے گا)

حافظ ابو موسیٰ مدینی اپنی کتاب الترغیب والترھیب ابو شیخ حافظ اصفہانیؒ کے حوالہ سے نقل کرتے ہیں جو کہ ایک حسن اسناد[24] سے ثابت ہے۔

"جو دنیا کے سفر کے لئے بغیر توشہ کے نکلتا ہے، تو جب اس کو زاد راہ کی ضرورت ہوتی ہے تو وہ نادم اور پشیماں ہوتا ہے، پس اس کو اس کی ندامت کوئی فائدہ نہیں دیتا، اور کبھی وہ اس سے مرجاتا ہے، تو یہ کیسے ممکن ہے کہ ایک شخص آخرت کے ایک لمبے اور مشقت سے بھرے سفر کے لئے بغیر توشہ کے نکلے؟؟!

شعر:

السقم في جسمي له تزداد

والعمر ينقص والذنوب تزادُ

ما أبعد سفرتي ومالي زاد

ما أكثر بهرجي ولي نقادُ

ترجمہ: بیماری میرے جسم میں بڑھ رہی ہے، اور عمر گھٹتی جارہی ہے اور گناہ زیادہ ہورہے ہیں۔

کتنا دور اور لمبا سفر ہے میرا، اور زادِراہ میرا مال ہے، کتنا مست تھا میں، اور حال یہ ہے میرے مال کو پرکھنے والے بہت ہیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ رات کے وقت کہا کرتے تھے: کہ ہائے افسوس زادِ راہ کی کمی پر، سفر آخرت کی دوری پر، اور راستے کی وحشت پر۔[25]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اپنی موت کے وقت رونے لگے، اور فرمانے لگے: کہ میں سفر کی دوری پر، اور زادِ راہ کی کمی پر رو رہا ہوں۔

جن کے پاس زادِ راہ بہت زیادہ تھی، جب وہ اس کی شکایت کرتے ہیں، تو ان کے کیا ہوگا جن کے پاس زادِ راہ ہی نہیں ہے؟!۔

* * *

يا جامع المال ما أعددت للحُفَرِ

هَل يُغفل الزاد من أضحى على السفر؟!

ترجمہ: اے مال کو جمع کرنے والے، تونے اس کنویں اور گھڑے کے لئے کیا تیاری کی ہے، کیا جو صبح سفر پر جارہا ہو تو وہ زادِ راہ سے غافل ہوسکتا ہے؟!

ابن سماکؒ کہا کرتے تھے: ما بكوا لسكرة الموت، إنما بكوا لحسرة الفوت؛ خرجوا من دار لم يتزودوا منها، وقدموا على دار لا زاد لهم فيها.

"کہ موت کی سختی کی وجہ سے نہیں روتے، اگر روتے ہیں تو کسی چیز کے چلے جانے پر، اس گھر سے نکل گئے جہاں سے کوئی توشہ نہیں لیا، اور اس گھر کی طرف چلے گئے جہاں کوئی توشہ نہیں"۔

* * *

تیسرا دوست: عمل

انسان کا تیسرا دوست اس کا نیک عمل ہے۔ اور عمل اس کا ایسا دوست ہے، جو اس کے ساتھ قبر میں بھی جاتا ہے، اور وہاں پر اس کے ساتھ ہوتا ہے، اور جب وہاں سے اٹھایا جائے گا تب بھی اس کے ساتھ ہو گا، اور قیامت کے ہولناک مناظر اور مراحل میں بھی اس کے ساتھ ہو گا، اور یہاں تک کہ پُل صراط، میزان، میں بھی اس کے ساتھ ہو گا، اور اسی عمل کے ذریعے ہی جنت اور جہنم کے منازل طے کئے جائیں گے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: [مَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِهِ وَمَنْ أَسَاءَ فَعَلَيْهَا] [فصلت: 46]

(جو کوئی اچھائی کرتا ہے تو اپنے فائدے کے لئے کرتا ہے، اور جو کوئی بُرائی کرتا ہے تو اُس کا وبال اُس پر ہے)

[مَنْ كَفَرَ فَعَلَيْهِ كُفْرُهُ وَمَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِأَنْفُسِهِمْ يَمْهَدُونَ] [الروم: 44].

(جس نے کفر کیا ہے، اُس کا کفر اُسی پر پڑے گا، اور جن لوگوں نے نیک عمل کیا ہے، وہ اپنے لئے ہی راستہ بنا رہے ہیں)

بعض بزرگ فرماتے ہیں[26]: کہ عملِ صالح قبر میں اپنے صاحب اور دوست کے لئے ایک بچھونا ہوتا ہے، جہاں بندے کے لئے دنیاوی سامان میں نہ تکیہ ہوتا ہے اور نہ بچھونا، بلکہ اس کا عمل ہی اس کے لئے بچھونا اور تکیہ بنادیا جاتا ہے۔

پس عقلمند اور ہوشیار ہے، وہ شخص جو اپنے اس گھر کو تعمیر کرے، جہاں پر ٹھہرنا انتہائی لمبا ہے۔ اگر اس ہمیشہ کی گھر (آخرت) کو آباد کرنے میں، اس عارضی گھر (دنیا) کو خراب کرے، تو یقیناً وہ خسارے میں نہیں ہو گا بلکہ فائدے میں رہے گا۔

وھب بن منبہؒ کہتے ہیں: کہ لقمانِ حکیم نے اپنے بیٹے سے کہا: يا بني لكل إنسان بيتان: بيت غائب، وبيت شاهد، فلا يلهينك بيتك الشاهد الذي فيه عمرك القليل، عن بيتك الغائب الذي فيه عمرك الطويل-[27]

"اے بیٹے ہر انسان کے دو گھر ہیں: ایک وہ گھر جو نظر آتا ہے، اور ایک وہ گھر جو نظر نہیں آتا، نظر آنے والا گھر، جہاں تیرا رہنا کم ہے، تجھے اس غفلت میں نہ ڈالے اس گھر سے جو نہ دیکھنے والا ہے اور جہاں پر تیرا رہنا بہت طویل ہے۔

اور بعض بزرگ حضرات فرماتے ہیں: کہ دنیا کے لئے اس قدر محنت کرو، جس قدر تونے ہیاں رہنا ہے، اور آخرت کے لئے اتنی محنت کرو جس قدر تونے وہاں رہنا ہے۔

اور بعض کہتے ہیں: کہ انسان کے لئے دو گھر ہیں: ایک گھر زمین کے اُوپر، اور ایک زمین کے نیچے (قبر)، پس اس نے اس گھر کا قصد کیا جو زمین کے اوپر ہے، پس اس کو مزین کرکے اس کو آراستہ کیا، اس میں شمال اور جنوب کی طرف دروازے بنائے، سردی اور گرمی کے سامان اس میں بنائے رکھے، پھر اس نے اس گھر کی نیت کی جو زمین کے نیچے تھی، پس اس کو خراب

اور نقصان والا پایا۔

پھر جب اسے کہا گیا: کہ یہ وہ گھر ہے جو آپ نے اپنے لئے سنوارا ہے، کتنی مدت اس میں رہے گا؟ وہ کہتا ہے میں نہیں جانتا۔ کہا جاتا ہے: کہ اس گھر کو جس کو تونے خراب اور ویران کیا ہے، اس میں کتنی مدت رہے گا؟ وہ کہتا ہے: اسی میں میرا ٹھکانا اور ٹھرنا ہے! کہا جاتا ہے: کہ تو خود اس کا اقرار کرتا ہے تم تو عقلمند آدمی ہو۔

حضرت عثمان بن ابی العاص ایک قبرستان میں مسی جنازے میں تھے، اور ان کے ساتھ ان کے خاندان میں سے ایک نوجوان تھا جو بعض چیزوں میں غفلت کرتا تھا، عثمان نے اس سے فرمایا: اپنے گھر کی طرف جھانک کر دیکھو، جب وہ قبر کی طرف جھانک کر عثمان نے اس سے کہا: تونے کیا دیکھا ہے؟ اس نے کہا: کہ میں ایک تنگ اور تاریک گھر کو دیکھ رہا ہوں، جس میں نہ پانی ہے، نہ کھانا ہے اور نہ بیوی ہے! اور تحقیق یہ ہے کہ میں نے ایک ایسا گھر چھوڑا ہے جہاں پانی، کھانا اور بیوی سب ہیں، اس نے فرمایا: اللہ کی قسم بیشک یہی تیرا اصل گھر ہے! اس جوان نے کہا: آپ نے سچ فرمایا۔ اللہ کی قسم اگر میں واپس لوٹا تو وہاں سے یہاں ضرور کچھ ساتھ لاؤں گا۔

حسن بصریؒ فرماتے ہیں: ایک آدمی اپنے بھائی کے جنازے کے ساتھ جارہا تھا، جب اسے قبر میں اتارا گیا، تو اس شخص نے کہا: میں نہیں دیکھتا، کہ تیرے پیچھے کوئی آیا ہو، سوائے تین کپڑوں کے، اللہ کی قسم میں نے اپنا گھر سازوسامان سے بھرا چھوڑا ہے! اگر اللہ تعالیٰ مجھے معاف کر کے واپس بھیج دے، تو ضرور میں ان چیزوں کو خود سے پہلے بھیج دوں گا، کہتے ہیں: جب واپس لوٹا تو سب کچھ آگے بھیج دیا!! اور لوگوں نے اس کو دیکھا اور وہ عمر بن عبد العزیزؒ تھے۔

پس مؤمن کے پاس اُس کے اعمالِ صالحہ ایک بہترین شکل وصورت میں آتے ہیں، اس کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے خوشخبری اور بشارت دیتے ہیں، اور کافر اور نافرمان کے لئے اس کے برعکس بُرے شکل میں آکر اس کو اللہ تعالیٰ کی عذاب کی وعید سناتا ہے۔[28]

نیک اعمال مؤمن بندے کا قبر میں احاطہ کرتا ہے، صحیح ابن حبان میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ایک مرفوع روایت منقول ہے: **«والذي نفسي بيده، إنه ليسمع خفق نعالهم حين يولون عنه، فإن كان مؤمنًا كانت الصلاة عند رأسه، والزكاة عن يمينه، والصوم عن شماله، وفعل الخيرات والمعروف والإحسان إلى الناس من قبل رجليه، فيؤتى من قبل رأسه، فتقول الصلاة: ...» وذكر سائر الأعمال كذلك، وقال في الكافر «يؤتى من هذه الجهات فلا يوجد شيء فيجلس خائفًا مرعوبًا»**[29]

"قسم ہے اس پاک ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے، بیشک مردہ ان کی جوتوں کی آواز ضرور سنتا ہے جس وقت وہ اس سے واپس ہو رہے ہیں، پس اگر وہ مؤمن ہو تو نماز اس کے سر کی جانب سے اس کے پاس کھڑی ہوتی ہے، زکوٰۃ دائیں طرف، روزہ بائیں طرف، نیکی، اچھائی اور لوگوں کے ساتھ احسان اس کے پاؤں کی طرف سے، پس سر کی طرف سے آکر نماز کہتی ہے: مجھ سے پہلے داخل ہونے کی جگہ نہیں، اور اسی طرح تمام اعمال کو ذکر فرمایا، اور کافر کے بارے میں فرمایا، کہ انہی پہلوؤں سے آتا ہے پس اس کے پاس کسی بھی چیز کو نہیں پاتا، پس وہ خوف اور گھبراتے ہوئے بیٹھ جاتا ہے۔

عطاء بن یسار فرماتے ہیں: کہ جب مردے کو لحد میں رکھا جاتا ہے، تو سب سے پہلی چیز جو اس کے پاس آتی ہے وہ اس کا "عمل" ہے، پس وہ اس کا بایاں ران مار کر کہتا ہے: میں تمہارا عمل ہوں! وہ کہتا ہے: میری اہل وعیال، میرے بال بچے اور میرا

خاندان، اور جو کچھ اللہ نے مجھے عطاء کیا تھا، کہاں ہیں؟ پس وہ کہتا ہے: تونے اپنی اہل وعیال، اپنے بچے، اپنا خاندان اور جو اللہ نے عطاء کیا تھا، سب کو اپنے پیچھے چھوڑ آئے ہو، میرے سواء کوئی بھی تیرے ساتھ قبر میں داخل نہیں ہوا ہے! پس وہ مؤمن مردہ کہتا ہے: اے کاش کہ میں اپنے اہل وعیال، اپنے خاندان اور جو نعمتیں اللہ تعالیٰ نے عطاء کئے تھے، سب پر تجھے ترجیح دیتا، جب تیرے سواء کوئی میرے ساتھ قبر میں داخل نہیں ہوا!!۔

یزید رقاشیؒ فرماتے ہیں: کہ مجھے یہ خبر پہنچی، کہ جب ایک میت کو قبر میں رکھا گیا، تو اس کے اعمال نے اس کا احاطہ کیا، اور پھر اللہ تعالیٰ نے اس کو قوتِ گویائی عطاء فرمائی، تو وہ کہنے لگے: اے اس گھڑے میں اکیلے شخص! تیرے دوست اور رشتہ دار تجھ سے جدا ہو گئے، ہمارے علاوہ آج تیرا کوئی ساتھی نہیں. پھر یزیدؒ رونے لگے، اور فرمایا: خوشخبری ہے اس کے لئے جس کا ساتھی نیک ہو، اور بربادی ہے اس کے لئے، جس کا ساتھی اس کے لئے وبال ہو-[30]

تزود قرينًا من فعالكَ إنما
قرين الفتي في القبر ما كان يفعلُ
وإن كنت مشغُولاً بشيء فلا تكن
بغير الذي يرضَى به الله تشغل!
فلنْ يصحب الإنسانَ من بعد موته
إلى قبره إلا الذي كان يعملُ
ألا إنما الإنسان ضيفٌ لأهله
يقيم قليلاً عندهم ثم يرحلُ!!

ترجمہ:

اپنے اعمال سے اپنے لئے ایک دوست تیار کرو، قبر میں آدمی کا دوست اس کے اعمال ہیں۔
اگر تو کسی چیز کے ساتھ مشغول ہوتا ہے، تو ایسی چیز کے ساتھ خود کو مشغول نہ کرو جس سے اللہ تعالیٰ ناراض ہوتا ہو۔
موت کے بعد انسان کا کوئی بھی ساتھ نہیں رہتا، سوائے ان اعمال کے جو وہ کرتا تھا۔
خبردار! انسان اپنے گھر والوں کے لئے مہمان ہے، ان کے پاس کچھ قیام کرکے واپس چلا جاتا ہے۔
اللہ تعالیٰ ہمیں موت سے پہلے اس کے لئے تیاری کی توفیق عطاء فرمائے۔ آمین

حوالہ جات

1- صحیح البخاري حديث نمبر (6514) کتاب الرقائق. / صحیح مسلم حدیث نمبر (2960) کتاب الزھد.
Sahih Bukhari hadith 6514 kitab raqaq/ Sahih Muslim hadit 2960 kitab zuhd
2- أخرجه الحاكم في المستدرك (1/371)
Mustadrak Lilhakim VL1 Page371
3- والطبراني في الكبير (7/263) رقم (7075)
Al-tibrani fi Kabir VL7 Page263 Hadith 7075

4-اس سے مراد اقامت اور استقرار ہے۔

5- أخرجه الحاكم في المستدرك (324/4، 325)

Mustadrak Lilhakim VL4 Page324-325

6- صحیح مسلم حدیث نمبر (1631) [14] كتاب الوصيه

Sahih muslim Hadith 1631 kitab al wasiyah

7-التغابن: 14

Verses al-taghabun ayat 14

8-والبخاري رقم (1286، 1287، 1288) كتاب الجنائز، ومسلم رقم (23) كتاب الجنائز.

Sahih bukhari hadith 1286 to 1288/sahih muslim hadith 23 kitab-ul-janaiz

9- الحافظ ابن حجر في «فتح الباري» (11/373) الطبعة السلفية.

Hafiz bin hajar fathul bari VL11 Page 373

10- أخرجه مسلم رقم (2958) [3] كتاب الزهد.

Sahih muslim hadith 2958 kitab-ul-zuhd

11- صحیح مسلم (9/429).

Sahih muslim VL9 Page 429

12- أخرجه مسلم رقم (2959) [4] كتاب الزهد.

Sahih muslim hadith 2959 kitab-ul-zuhd

13- أخرجه البخاري رقم (6442) كتاب الرقائق من حديث ابن مسعود.

Sahih bukhari 6442 kitab-ul-riqaq

14- قال الحافظ في الفتح (11/265)

Hafiz bin hijar Al-Fath VL11 Page 265

15-الفتح (318/3).

Hafiz bin hijar Al-Fath VL3 Page 318

16- أخرجه البخاري رقم (1403) كتاب الزكاة. ومسلم رقم (987) [28] كتاب الزكاة.

Sahih bukhari hadith 1403/Muslim Hadith 987 Kitab-ul-zakat

17- أخرجه مسلم رقم (987) [24] كتاب الزكاة.

Sahih muslim hadith 987

18-زيادة من كتاب الزهد لابن المبارك.

19 زيادة من كتاب الزهد لابن المبارك.

20-أخرجه ابن المبارك في الزهد رقم (634) / تهذيب التهذيب (10/30، 31)

Ibne Mubarak kitab zuhd hadit 634/tahzib-al-tahzib VL10 page30-31

21-قلادہ ڈالنا ہدیہ کی علامت سمجھی جاتی تھی۔

22-ابن عمر انتہائی جلیل القدر صحابی رسول تھے اور انتہائی زہد اور تقویٰ مالک تھے۔

23-ابن أبي الدنیا کتاب «القناعۃ» ص(37)

Al-qanaa,ibn abi dunya Page 37

24-أخرجہ الحاکم في المستدرک من طریق أخری(4/471،472)).

Al-mustadrak Lilhakim VL 4 Page 471-472

25-انظر المدھش ص(461).

26-یمھدون لأنفسھم في القبر. آیت کی تفسیر ہے اور آیت عام ہے، جو قبر اور آخرت کے تمام منازل کے ساتھ خاص ہے۔

27-وقد قال النبي ﷺ: «أعمار أمتي ما بين الستين إلى السبعين، وأقلهم من يجوز ذلك» أخرجہ الترمذي(2331)وابن ماجہ(4236).

Termizi hadith 2331/ibn maja 4236

28- کما في حدیث البراء بن عازب الطویل.

29- أخرجہ الحاکم في المستدرک (1/379-380). وقال: صحیح علی شرط مسلم ووافقہ الذھبي. والطبراني في الأوسط کما في مجمع البحرین رقم (1321) (2/440،441) وقال الھیثمي في مجمع الزوائد(3/51،52): رواہ الطبراني في الأوسط وإسنادہ حسن.

Al-mustadrakLilhakimVL1Page380-379/Al-awsatLitibraniVL2Page440-441Hadith1321/majma zawaid lilhaithami VL3 Page51-52.

30-جس طرح نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے «ما من أحد يموت إلى ندم، إن كان محسنًا ندم أن لا يكون ازداد، وإن كان مسيئًا ندم أن لا يكون نزع» أخرجه الترمذي رقم (2403) كتاب الزهد.

Jame Al-Termizi Hadith 2403 kitab zuhd